بلوچستان صوبائی اسمبلی

سرکاری رپورٹ/چودھواں اجلاس

مباحثات2010ء

﴾اجلاس منعقدہ 18/جنوری 2010ء بمطابق 2/صفر 1431ھ بروز سوموار﴿

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	2
2	وقفہ سوالات۔	2
3	رخصت کی درخواستیں۔	12
	سرکاری کارروائی.	
5	قرارداد نمبر 42 منجانب ملک سلطان محمد ترین (وزیر جیل خانہ جات)۔	13
6	قرارداد نمبر 43 منجانب میر حبیب الرحمٰن محمد حسنی (وزیر بی۔ واسا QGWSP)۔	16
7	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	27

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 18/جنوری 2010ء بمطابق 2/صفر 1431ھ بروز سوموار بوقت صبح 11 بجکر 35 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر محمد اسلم بھوتانی بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم۔

اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا عِبَادِیۡ مِنۡ دُوۡنِیۡۤ اَوۡلِیَآءَ ؕ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا جَهَنَّمَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ نُزُلًا o قُلۡ هَلۡ نُنَبِّئُکُمۡ بِالۡاَخۡسَرِیۡنَ اَعۡمَالًا o اَلَّذِیۡنَ ضَلَّ سَعۡیُهُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَهُمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ یُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا o اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمۡ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فَلَا نُقِیۡمُ لَهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ وَزۡنًا o صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

﴿ پارہ نمبر ۱۶ سورۃ الکھف آیت نمبر ۱۰۲ تا ۱۰۵ ﴾

ترجمہ: کیا کافر یہ خیال کیے بیٹھے ہیں؟ کہ میرے سوا وہ میرے بندوں کو اپنا حمایتی بنالیں گے؟ (سنو) ہم نے تو ان کفار کی مہمانی کیلئے جہنم کو تیار کر رکھا ہے۔ کہہ دیجئے کہ اگر (تم کہو تو) میں تمہیں بتادوں کہ باعتبار اعمال سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ ہیں کہ جنکی دنیوی زندگی کی تمام تر کوششیں بیکار ہوگئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اسکی ملاقات سے کفر کیا' اس لئے ان کے اعمال غارت ہوگئے پس قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن قائم نہ کریں گے۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

وقفہ سوالات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقفہ سوالات۔

سردار محمد اسلم بزنجو (وزیر آبپاشی وبرقیات): جناب سپیکر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr . Speaker: Minister Irrigation Sardar Aslam is on a point of

order.

وزیرآبپاشی وبرقیات: جناب سپیکر صاحب! جیسا کہ آپ کواور سارے معزز ہاؤس کوعلم ہے کہ 15/جنوری کو۔۔۔۔۔۔

Mr . Speaker: Finance Minister! order in the House.

گیلوصاحب!.Please order in the House۔جی سردار صاحب!

وزیرآبپاشی وبرقیات: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کوعلم ہے اوراس سارے ہاؤس کوعلم ہے کہ 15/جنوری بروز جمعہ خضدار میں اسکول کے بچوں اور کالج والوں کی ایک پرامن ریلی تھی' جس پر اندھادھند فائرنگ کی گئی' جس میں دونوجوان شہید ہوگئے اور پانچ بچے انتہائی معذور ہوگئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کھلی دہشت گردی ہے۔ اور اِس حوالے سے جب بھی بلوچستان میں مرکز سے بات ہوتی ہے' کہ جی ہم یہاں کے مسائل کو یا جو issues ہیں' اُن کو ہم مذاکرات کے ذریعے حل کریں گے۔لیکن اُس کا نتیجہ روز بروز اُلٹا ہوتا جارہا ہے۔ missing persons کے حوالے سے بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس حکومت کو دوسال ہوئے ہیں آج تک ایک آدمی بھی انہوں نے برآمد نہیں کیا ہے اور بچے جب اُن کے حق میں جلوس نکالتے ہیں' لیاری کا جو واقعہ ہے وہ بھی کوئی چُھپا ہوا واقعہ نہیں ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ موجودہ حکومت۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے سردار صاحب! آپ کا point on record آ گیا۔

وزیرآبپاشی وبرقیات: سر! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے' موجودہ حکومت' جہاں پر بھی بلوچ آبادی ہے' چاہے وہ لیاری کا بلوچ ہو' چاہے بلوچستان کا بلوچ ہو' یہ ایک طرح کا قتل عام ہورہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اہم نقطہ ہے۔ہم اس حکومت میں بیٹھے اسکا حصہ ہیں اور ہمارے لوگوں پر اندھادھند فائرنگ ہوتی ہے قتل عام ہوتا ہے' اسکے لیے اگر ہم آواز بلند نہیں کریں گے' ہم عوام کی عدالت میں کیسے جاسکتے ہیں؟ یہ صرف خضدار کا واقعہ نہیں ہے یہ سلسلہ پورے بلوچستان میں چل رہا ہے۔آج یہی بچے' اتنے غریب بچے ہیں ان میں سے ایک لڑکے کا پاؤں کاٹا گیا۔ میں خود اس سے ملنے آغا خان ہسپتال گیا ہوں۔ چار بچے کوئٹہ میں پڑے ہوئے ہیں جن کی ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ صاحب ان کے علاج ومعالجے کے لیے امداد کا علاج کریں اوراس کے لئے ہائیکورٹ کے جج کی سربراہی میں ایک انکوائری کمیٹی بنائی جائے اوراس پر تحقیقات کرے کہ یہ کون لوگ ہیں جو بلوچستان میں اسطرح کے حالات پیدا کررہے ہیں بلوچستان کا سکون برباد کررہے ہیں۔ سر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان اور بلوچستان کے خلاف ایک منظّم سازش ہورہی ہے۔خدا کے لیے اس مسئلے کو' آپ ایوان میں ایسے

مسئلوں کے لیے ایک دن مقرر کریں۔ اس پر ایک تفصیلی بحث ہونی چاہیے۔ اگر یہ سلسلہ جاری وساری رہا تو میں کہتا ہوں کہ یہاں پر کوئی بھی محفوظ نہیں ہوگا۔ آج اُن کے گھروں میں جنازے اُٹھ رہے ہیں' اُن کے ماں باپ اُدھر ماتم میں بیٹھے ہیں۔ اس ایوان کے جو معزز دوست یہاں بیٹھے ہیں کل اِن کے ساتھ بھی یہی ہوگا اِن کے بھائی بچوں کے ساتھ یہی ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر فوراً ایکشن لیا جائے اور بلوچستان حکومت کو مرکزی حکومت سے پرزور احتجاج کرنا چاہیے تاکہ آئندہ اس قسم کے واقعات رونما نہ ہوں۔ جناب عالی! تو مسئلہ یہ ہے کہ ایک طرف تو یہی کہا جاتا ہے کہ جی بلوچستان کے مسئلے کو باہمی اتفاق واتحاد سے حل کیا جائے گا اور دوسری طرف یہ قتل عام ہو رہا ہے۔ جناب! اس ملک میں کچھ ایسے لوگ ہیں جن کو بلوچ کے نام سے الرجی ہوتی ہے چاہے وہ بلوچ لیاری میں ہوں' چاہے وہ بلوچ ڈیرہ غازیخان میں ہوں' چاہے وہ بلوچ جیکب آباد میں ہوں' سب کے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ہمیں بیٹھنے کا پھر کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر ہم ان کو تحفظ نہیں دے سکتے' اگر ان کے مسائل ہم اسمبلی میں حل نہیں کر سکتے' تو ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ ہم پھر اسمبلی کے ممبر بنیں۔ اس واقعے کے خلاف میں احتجاجاً اسمبلی سے واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس موقع پر معزز ممبر صاحب اسمبلی سے واک آؤٹ کر گئے)

میر عبدالرحمٰن مینگل (وزیر معدنیات): پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی عبدالرحمٰن مینگل صاحب!

وزیر معدنیات: جناب سپیکر صاحب! جس طرح آنریبل منسٹر صاحب نے کہا۔

جناب سپیکر: عبدالرحمٰن صاحب! ایک منٹ۔ سردار اسلم بزنجو وزیر صاحب واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ گیلو صاحب! آپ جا کر اُنہیں لے آئیں۔ جی عبدالرحمٰن مینگل صاحب!

وزیر معدنیات: جناب سپیکر صاحب! جس طرح آنرایبل منسٹر صاحب نے کہا' یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ جب تک یہ آئی جی ایف سی بلوچستان میں موجود ہے نہ گورنمنٹ کی رِٹ قائم رہے گی نہ ہماری بات سنی جائیگی۔ آج یہ جو خضدار میں ہو رہا ہے' روز ہو رہا ہے' ہر ڈسٹرکٹ میں ہو رہا ہے' چاہے پشتون علاقہ ہو' چاہے بلوچ بیلٹ ہو۔ لہٰذا گورنمنٹ نے جو پیکیج کا اعلان کیا ہوا ہے یہ پیکیج آغاز حقوق بلوچستان نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ یہ آغازِ بربادی بلوچستان ہے۔ یہ پیکیج آغاز خودکشی ہے بلوچستان کے عوام کے لیے اور بلوچ عوام کے لیے۔ میں کہتا ہوں اسمبلی کی کارروائی روک کر' چونکہ یہ ایک اہم اشو ہے ایک اہم مسئلہ ہے اس پر بحث کی جائے تاکہ آئندہ ایسا کوئی واقعہ رونما نہ ہو۔ میں بھی اس واقعے کے خلاف احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس موقع پر معزز رکن نے ایوان سے واک آؤٹ کیا)

حاجی علی مدد جتک: جناب سپیکر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: فنانس منسٹر صاحب! آپ معزز وزیر صاحب نے جو واک آؤٹ کیا ہے آپ جائیں دونوں کو لے آئیں۔ جی علی مدد جتک!

حاجی علی مدد جتک: جناب سپیکر صاحب! ہماری گورنمنٹ نے' پاکستان پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ نے آغاز حقوق بلوچستان میں ایک تاریخی پیکیج دیا ہے۔ اس پیکیج میں مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے معزز ممبر نے بھی گوادر میں دستخط کیے ہیں۔ دیکھیں پیکیج سے آئی جی ایف سی کا کوئی تعلق نہیں ہے کہ آئی جی ایف سی کا رویہ ہمارے صوبے میں مَیں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بلوچوں پر بالکل ظلم ہورہا ہے' مگر اس میں آغاز حقوق بلوچستان سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایک تاریخی پیکیج پاکستان پیپلز پارٹی کے دَور میں ملا ہے ایک تاریخی پیکیج پاکستان پیپلز پارٹی نے دیا ہے کہ بلوچستان میں تبدیلی آئے۔ میں سمجھتا ہوں جیسا کہ ہمارے ساتھی نے کہا کہ بربادی آغاز نہیں ہے یہ ایک تبدیلی آنے کے لیے پاکستان پیپلز پارٹی نے دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہم نے فائدہ اُٹھانا ہے۔ کونسی گورنمنٹ نے' 60 سال ہوئے بلوچستان میں ایسا تاریخی پیکیج دیا ہے؟ بیس ہزار نوکریاں دی ہیں؟ اور اتنی اُس میں چیزیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے ہی لوگوں نے ہماری بلوچ قوم کو محروم کر رکھا ہے۔ تعلیم سے بھی ایسی چیزوں سے بھی' جو ہمیں ملیں اور ہم اپنے لوگوں کو دینے کے لیے محنت کریں اور اس پیکیج سے ان کو فائدہ پہنچائیں جو کہ ہماری گورنمنٹ نے دیا ہے۔ جہاں تک آئی جی ایف سی کا تعلق ہے بلوچستان میں' میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ایف سی کے جوانوں پر بندوق تھامے تو کیا وہ اس پر پھول پھینکیں گے؟ دیکھیں وہ اس ملک کا دفاع کرتے ہیں۔ جہاں ظلم ہوتا ہے ہم اُس ظلم کے خلاف ہیں۔ کیا پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکروں کو' پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگوں کو لیاری میں شہید نہیں کیا جارہا؟ وہ پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگ ہیں۔ ظلم تو ہر جگہ ہورہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ آغاز حقوق' یہ بلوچستان کے لیے ایک تاریخی پیکیج ہے۔ thank you جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: وزیر خزانہ اِس پر گورنمنٹ کا مؤقف دیں گے۔ بی بی! ایک منٹ۔ وزیر خزانہ سے گورنمنٹ کا مؤقف لے لیں پھر اُس پر Question hour رہے گا۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر خزانہ): جناب سپیکر صاحب! بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: آپ یہ خضدار کے واقعے کے حوالے سے جو معزز اراکین نے پوائنٹ raise کیا ہے اس حوالے سے بات کریں۔

وزیرخزانہ: جناب سپیکر صاحب! جو واقعہ خضدار میں رونما ہوا ہے بہت ہی افسوس ناک واقعہ ہے اور جب یہ واقعہ پیش آیا تو ہمارے سی ایم صاحب اسلام آباد میں تھے انہوں نے ہوم سیکرٹری کو instruction دی ہے کہ اس واقعے کی تحقیقات کرائی جائے۔ چونکہ جو فرنٹیئر کور والے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے فائرنگ نہیں کی ہے اسی لیے سی ایم صاحب نے اِس پر تحقیقات کا حکم دیا ہے انشاءاللہ ایک دو دن میں وہ تحقیقات کر کے ہم اپنے معزز ممبروں کو بتادیں گے۔اس میں جو زخمی ہوئے ہیں جناب سپیکر صاحب! تو۔۔۔۔۔۔۔

وزیرآبپاشی وبرقیات: جناب سپیکر صاحب! میں یہ کہتا ہوں کہ ہائی کورٹ کے جج کے ذریعے اس کی تحقیقات کرائی جائے۔

وزیرمعدنیات: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب سپیکر: دیکھیں بات سنیں وزیراعلیٰ صاحب نے‘ جیسے فنانس منسٹر نے بتایا ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب نے اُن کا نوٹس لیا ہے اور تحقیقات کا حکم دیا ہے۔

وزیرخزانہ: جی ہاں اس کا با قاعدہ سختی سے نوٹس لیا ہے۔

جناب سپیکر: جی. thank you.

وزیرخزانہ: جناب سپیکر صاحب! اس کا بے حد افسوس ہوا ہے اس کے علاوہ جو زخمی ہوئے ہیں جن کو آغا خان ہسپتال لے گئے ہیں اُن کے تمام اخراجات گورنمنٹ آف بلوچستان برداشت کرے گی۔

جناب سپیکر: ok.۔

وزیرآبپاشی وبرقیات: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: سردار صاحب! جب فنانس منسٹر کہہ رہے ہیں تو یقیناً اُس میں صداقت ہوگی thank you۔

وزیرخزانہ: میں آنریبل منسٹر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے اخراجات گورنمنٹ آف بلوچستان برداشت کرے گی۔

جناب سپیکر: thank you ۔ وقفہ سوالات ۔محترمہ روبینہ عرفان صاحبہ اپنا سوال پکاریں۔ ابھی وقفہ سوالات ہے۔ .Now it is stopped۔گیلو صاحب! please جب آپ کو کہا جائے تو جواب دیں‘ no need ۔ پھر آپ جواب دے دیں thank you۔عبدالرحمٰن صاحب! آپ کی بات بھی آ گئی ۔ اب ہم سوالات پر آ رہے ہیں۔محترمہ روبینہ عرفان صاحبہ اور ڈاکٹر آغا عرفان کریم صاحب نہیں ہیں۔

حاجی علی مدد جتک: جناب! دونوں ابھی تک نہیں پہنچے ہیں ان کے سوالات اگر اگلے اجلاس کیلئے مؤخر کریں۔

جناب سپیکر: یہ سوالات جو ہیں for next session defer کیئے جاتے ہیں۔

(سوال نمبر 139,144,168,145,146,166 اگلے اجلاس کیلئے ملتوی کیئے گئے)

جناب سپیکر: مؤخر شدہ سوالات مورخہ 12 اور 15/جنوری۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ صاحب! اپنا سوال نمبر پکاریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: سوال نمبر 134۔

☆134 میر ظہور حسین خان کھوسہ:

کیا وزیر آبپاشی و برقیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے۔کہ جعفرآباد' نصیرآباد اور جھل مگسی کے اضلاع کا شمار صوبہ کے نہری علاقوں میں ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ہذا کے مذکورہ اضلاع میں کافی تعداد میں بیلدار تعینات ہونے کے باوجود وہاں عرصہ دراز سے درختوں کے پودے نہیں لگائے جارہے ہیں؟

(ج) اگر جزو (الف و ب) کا جواب اثبات میں ہے۔تو کیا حکومت ان بیلداروں کے ذریعے پٹ فیڈر کینال ڈسٹر بیوٹری، مائنر کینال و سیم شاخوں پر درختوں کے پودے لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے؟

وزیر آبپاشی و برقیات:

(الف) درست ہے۔

(ب) جو بیلداران کینال پر تعینات ہیں وہ کینال کی دیکھ بھال میں مصروف ہوتے ہیں جہاں تک کینال پر plantation کا سوال ہے تو یہ کام محکمہ جنگلات کی ذمہ داری ہے چونکہ محکمہ ہذا کے پاس اتنے ہی بیلدار موجود ہیں جو کینال کی صفائی اور دیکھ بھال پر معمور ہیں۔

(ج) یہ بھی درست ہے کہ محکمہ انہار کینال کے کناروں پر plantation کرنے کے حق میں ہے اس لئے درخت لگوانے کے لئے محکمہ جنگلات کو احکامات دیئے جائیں کہ وہ پٹ فیڈر کینال اور ڈسٹری بیوٹری، مائنر کینال پر درخت لگائے جو کہ محکمہ جنگلات کی ذمہ داری بھی ہے۔چونکہ اس سے قبل اس طرف محکمہ جنگلات نے پہلے کوئی خاص توجہ نہیں دی ہے۔

M . Speaker: Answer be taken as read , Any supplementary on 134 ?

وزیر آبپاشی و برقیات: جناب سپیکر صاحب! اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ .Answer taken as read ۔جی۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: سر! میرا ضمنی question یہ ہے' میں منسٹر اریگیشن سے اتفاق کرتا ہوں کہ واقعی یہ محکمہ جنگلات کے بیلداروں کا کام ہے کہ وہ کینال کے ساتھ ساتھ درخت لگائیں۔ لیکن آج سے 30 سال پہلے محکمہ اریگیشن کے بیلدار کناروں پر درخت لگاتے تھے اور اِس وقت بھی کوئی وہاں پر جائیں تو اُن بیلداروں کو اس علاقے میں کینال کے اُوپر موجود نہیں پائیں گے۔ جہاں تک اِن کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ صرف دیکھ بھال کرتے ہیں۔تو اِس لیے میں نے کہا کہ وہ موجود بھی ہیں اور دیکھ بھال ویسے بھی نہیں کرتے ہیں کینال کی path کی یا کینال کی' تو سینکڑوں ملازم ہیں۔تو وہ کینال اور سیم شاخ اور تمام نہروں کے اُوپر' سرکاری نہروں کے اُوپر درخت لگائے جائیں۔

جناب سپیکر: نہیں دیکھیں معزز ممبر صاحب! وہ تو اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کا کام نہیں ہے اُس کے لیے فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کے لیے آپ سوال کریں ہم اُن کو بھیج دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ تو وزیر صاحب نے کہا کہ اُن کے بیلداروں کا کام ہے کینال کی دیکھ بحال کرنا plantation نہیں ہے ناں۔ ٹھیک ہے سردار صاحب! آپ کی بات آ گئی۔ میر ظہور حسین صاحب اپنا اگلا سوال پکاریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: سوال نمبر 147۔

☆147 میر ظہور حسین خان کھوسہ:

کیا وزیر آبپاشی و برقیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے۔ کہ میرے ایم پی اے فنڈز میں کچھ کویت فنڈز ابتک بقایا ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔تو یہ رقم کسقدر رہے؟ نیز اس رقم سے بقایا کتنے گاؤں کو کب تک بجلی کی سہولت مہیا کی جائیگی۔ تفصیل دی جائے؟

وزیر آبپاشی و برقیات:

کل 17 دیہاتوں کو حکومت بلوچستان نے منظور کر کے کیسکو کو بھیجا تھا۔ جسکی تفصیل اس طرح ہے:۔

(i) 9 دیہاتوں کو بجلی کی فراہمی کی منظوری دی جا چکی ہے۔ جن میں سے 8 دیہاتوں پر کام شروع کرنے کے احکامات دیئے جا چکے ہیں۔

جس کی مالیت مبلغ 4.2962 ملین روپے ہے۔ اور ان میں سے 5 دیہاتوں کا کام مکمل ہو چکا ہے

اور باقی 3 دیہاتوں پر کام جاری ہے۔

بقایا مبلغ 5.038 ملین روپے موجود ہیں۔ جس کے لئے معزز رکن اسمبلی کی سفارشات موصول نہیں ہوئیں۔

Mr . Speaker: Question No 147 , Answer be taken as read , Any supplementary ?

ٹھیک ہے سردار صاحب! سپلیمنٹری اگر کوئی آتا ہے تو اُن سے پوچھ لیتے ہیں۔ جی 147 پر کوئی سپلیمنٹری ہے آپ کا؟

میر ظہور حسین خان کھوسہ: جناب! اس میں ذکر کیا گیا ہے کہ میں نے مکمل گاؤں کے نام نہیں دیئے ہیں۔ اور تقریباً 18-17 گاؤں کے میں نے نام دیئے ہیں کویت فنڈ کی اسکیم سے ابھی تک صرف 9-8 پر کام ہوا ہے باقی اُن پر اُنہوں نے کام شروع نہیں کیا ہے بلکہ سروے بھی شروع نہیں کیا ہے۔ اس کو تقریباً سال گزر گیا ہے۔ اور دوسرا میں نے معلوم کیا ہے کہ کون کون سے کام ہیں؟ اُن کا ذکر بھی نہیں کیا گیا ہے۔ تیسرا تخمینہ لاگت LT پول HT پول کا میں نے معلوم کرنا چاہا کہ کتنا خرچہ آتا ہے؟ تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ کتنا پیسہ اُس پر خرچہ آرہا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی منسٹر صاحب! آپ بتائیں؟

وزیر آبپاشی و برقیات: جناب سپیکر صاحب! معزز ممبر نے سوال کیا ہے کہ LT اور HT پر کتنا خرچہ آتا ہے۔ سر! HT سو میٹر پر ایک پول لگتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں یہاں پر کوئی سوال۔۔۔۔۔

وزیر آبپاشی و برقیات: نہیں اُنہوں نے ضمنی سوال کیا ہے جی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر آبپاشی و برقیات: HT سو میٹر پر لگ جاتا ہے اس کے لئے 66 ہزار روپے ایک کھمبے پر۔ اور LT وہ 55 میٹر پر لگتا ہے 38 ہزار روپیہ اُس کا بنتا ہے۔ تو PCC اور HT وہ 100 میٹر پر ہوتا ہے اُس پر 53 ہزار روپیہ خرچہ ہے۔ PCC LT پول 55 میٹر اُس پر 30 ہزار روپیہ خرچہ آتا ہے۔ ابھی سر! یہ کویت فنڈ کے حوالے سے تھا۔ چونکہ اس میں کافی پیسے تھے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کا کام صرف یہ ہوتا ہے وہ اِس میں ڈاکخانے کا کام کرتا ہے۔ جو معزز ممبر اپنے villages rectify کرتے ہیں ہم اُن کو اُس کے پیسے بھیج دیتے ہیں۔ اُن کے پیسے

اور کچھ پر کام ہو رہا ہے، کچھ ایسے دیہات ہیں جن کی معزز ممبر نے ابھی تک نشاندہی نہیں کی ہے۔ میں ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ کم از کم اُدھر جا کر کیسکو والوں کے ساتھ بیٹھ کر جو دیہات اِن کے بچ گئے ہیں جو ہم نے لکھا ہے جن کو rectify نہیں کی ہے تو اُن کو rectify کریں تا کہ اُن پر کام شروع ہو۔ یہ تو پورے بلوچستان میں کام ہو رہا ہے۔ اور وہ یہی کہتے ہیں کہ جی کام میں رش ہے۔ تو انشاء اللہ ایک ڈیڑھ مہینے میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

واپڈا کے پاس ہیں۔ تو ہم اُس کو بھیج دیتے ہیں۔ ابھی جو معزز ممبر کے کچھ دیہات مکمل ہو گئے ہیں already

جناب سپیکر: معزز رکن صاحب! آپ کے جو بقایا پیسے ہیں اُن کے آپ nomination تو دے دیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: میں نے identify کیا ہوا ہے ایک سال سے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: اور کویت فنڈ والوں سے کئی دفعہ میں ملا بھی ہوں کہ بھائی باقی کام تو مکمل کریں۔

جناب سپیکر: آپ نے تمام اپنے share کے نام دے دیئے ہیں؟

میر ظہور حسین خان کھوسہ: نام میں نے دے دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: اور دوسرا جو ہے LT اور HT پول کے جو خرچہ آتا ہے درمیان میں، اُس کا جواب میں ذکر نہیں ہے۔ شاید سردار صاحب کے پاس آتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں وہ تو آپ کو اُنہوں نے دے دیا ناں۔ دیکھیں آپ نے سپلیمنٹری پوچھا تھا اُس میں اُنہوں نے جواب آپ کو دے دیا۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: لیکن اِس میں آنا چاہیے تھا تا کہ ہمیں بھی تیاری ہوتی ناں۔

جناب سپیکر: نہیں آپ نے جو پوچھا تھا وہ اُنہوں نے جواب دیا۔ آپ پوچھ لیتے تو یقیناً اس کا بھی اُس میں پرنٹ ہوتا۔ جی ظہور کھوسہ صاحب! اگلا سوال پکاریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: سوال نمبر 149۔

☆149 میر ظہور حسین خان کھوسہ:

کیا وزیر آبپاشی و برقیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے۔ کہ کویت فنڈز سے سلیم احمد کھوسہ نے ایک کروڑ روپے بابت ویلیج الیکٹریفکیشن میں

دیئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے۔ کہ کافی عرصہ گزرنے کے باوجود کچھ گاؤں ابتک کویت فنڈز سے بجلی کی فراہمی سے مستفید نہیں ہوئے ہیں۔

(ج) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو مذکورہ فنڈز سے کتنے گاؤں بجلی کی سہولت سے مستفید ہوئے۔ اور کتنے HT، LT، KV پولز اور ٹرانسفارمر لگائے گئے ہیں؟ اور ایک HT پول سے دوسرے HT پول تک اور ایک LT پول سے دوسرے LT پول تک کتنا تخمینہ لاگت خرچہ آیا ہے۔ اس مد میں کتنی رقم بقایا ہے۔ تفصیل دی جائے؟

وزیر آبپاشی و برقیات:

کل 32 دیہاتوں کو کیسکو نے حکومت بلوچستان کو منظوری کے لئے بھیجے جس کی تفصیل اس طرح ہے:۔

(i) 7 دیہاتوں کو بجلی کی فراہمی دی جاچکی ہے۔ جن میں سے 6 دیہاتوں پر کام شروع کرنے کے احکامات دیئے جاچکے ہیں۔ جس کی مالیت مبلغ 2.782 ملین روپے ہے۔ اوران میں سے 3 دیہاتوں کا کام مکمل ہو چکا ہے اور باقی 3 دیہاتوں پر کام جاری ہے۔ بقایا مبلغ 218 .7 ملین روپے موجود ہیں جس کے لئے معزز رکن اسمبلی کی سفارشات موصول نہیں ہوئیں۔

Mr . Speaker: Question No 149 , Answer be taken as read , Any supplementary ?

میر ظہور حسین خان کھوسہ: یہاں پر بھی میں زور نہیں دیتا ہوں کیونکہ وہی تخمینہ لاگت کا ذکر ہے جو سردار صاحب نے بتا دیا ہے۔

جناب سپیکر: .ok جی۔ ظہور صاحب! اپنا اگلا سوال پکاریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: جی 149۔

Mr . Speaker: Question 149 .

میر ظہور حسین خان کھوسہ: وہ تو ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ Answer be taken as read , You have already replied in the supplementary ? جی۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: دوسرا میرا question اس میں ہے نہیں۔

جناب سپیکر: وہ انہوں نے سپلیمنٹری میں آپ کو جواب دے دیا ہے ناں۔ٹھیک ہے جی۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: وہ جواب مجھے مل گیا ہے۔ بس question یہی تھے میرے۔دوسرا question نہیں ہے۔

جناب سپیکر: 149 پر کوئی سپلیمنٹری نہیں ہے؟

میر ظہور حسین خان کھوسہ: نہیں نہیں کوئی سپلیمنٹری نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ok.۔ڈاکٹر آغا عرفان صاحب اور محترم روبینہ عرفان صاحبہ اِن کے سوالات اگلے سیشن کے لیے defer کر دیتے ہیں۔وقفہ سوالات ختم۔سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

وزیر آبپاشی و برقیات: سر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی سردار اسلم منسٹر اریگیشن!

وزیر آبپاشی و برقیات: سر! میں ایک گزارش کرتا ہوں کہ جو ممبر سوالات کرتے ہیں یہ کافی لمبے چوڑے سوالات ہیں ان میں پورا ڈیپارٹمنٹ پندرہ بیس دن لگا رہتا ہے ان کے جوابات تیار کرتا ہے۔ جب آپ وزیروں کو ڈانٹتے ہیں کہ جی وہ سوالوں کے جواب نہیں دیتے۔آپ ممبروں سے بھی یہ کہیں کہ جب وہ سوال کرتے ہیں اُس دن اسمبلی میں حاضر تو ہوں ناں۔ جناب! یہ آپ مہربانی کر کے اُن کو بھی پابند کریں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ کی بات بجا ہے لیکن یہ کوتاہی دونوں طرف سے ہے۔معزز وزراء بھی نہیں آتے ہیں اور اراکین اسمبلی کو بھی اُس دن ہونا چاہیے' نہیں ہوتا ہے اور مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اسمبلی کو' چاہے وزراء صاحبان ہوں چاہیے معزز اراکین ہوں وہ اہمیت نہیں دیتے ہیں جو اسمبلی کا حق ہے۔اگر دیکھا جائے کہ ہم اس اسمبلی کی وجہ سے ہیں۔تو میری تمام اراکین سے گزارش ہے کہ اسمبلی کو جو اُس کا حق ہے due respect ہے وہ دینی چاہیے سوالوں کے جواب آنے چاہئیں attendance ہونی چاہیے اور میں اس بارے میں قائد ایوان سے بھی ایک میٹنگ کر کے اُن سے بھی گزارش کروں گا۔ جی سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: مولانا عبدالواسع صاحب' سینئر وزیر' علاج کی غرض سے کراچی گئے ہوئے ہیں۔انہوں نے آج کے اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست دی ہے۔

کیپٹن (ر) عبدالخالق اچکزئی صاحب وزیر' نے کوئٹہ سے باہر جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس کے لیے رخصت

کی درخواست دی ہے۔ میر ظفر اللہ زہری صاحب' وزیر نے جھل مگسی جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

میر محمد صادق عمرانی صاحب' وزیر اپنے حلقے کے دورے پر ہیں۔ انہوں نے آج کے اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست دی ہے۔

سردار ثناء اللہ زہری صاحب' وزیر نے آج کے اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست دی ہے۔

میر محمد رحیم مینگل صاحب' وزیر بوجہ نا سازی طبیعت بغرض علاج کراچی گئے ہوئے ہیں۔ آج کے اجلاس کیلئے انہوں نے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترمہ شمع پروین مگسی صاحبہ وزیر نے جھل مگسی جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

(رخصتیں منظور ہوئیں)

جناب سپیکر: ڈاکٹر آغا عرفان کریم صاحب اور علی مدد جتک صاحب میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ تحریک التوا نمبر 6 پیش کریں۔ جی علی مدد صاحب!

حاجی علی مدد جتک: سر! میں اپنی تحریک واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ok. جی تحریک التوا نمبر 6 پیش نہیں ہوئی۔ .Treated as disposed of

سرکاری کارروائی

قرارداد نمبر 42

جناب سپیکر: ملک سلطان محمد ترین' صوبائی وزیر۔ آپ اپنی قرارداد نمبر 42 پیش کریں۔

ملک سلطان محمد ترین (وزیر جیل خانہ جات): تحریک یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ ماڑی گیس کمپنی جس نے بغیر کسی نوٹس کے بہ یک جنبش قلم ضلع ہرنائی کے 60 ملازمین جن میں ڈیلی ویجز ملازمین کی قلیل تعداد بھی شامل ہے' کو فارغ کر دیا ہے۔ یقیناً یہ اقدام ایک غریب اور مزدور کُش پالیسی ہے۔ اور اس طرح بے شمار خاندانوں کو نان شبینہ کا محتاج بنا دیا ہے۔ مزید یہ کہ پالیسی کے مطابق دونوں پراجیکٹس زرغون غر (پہاڑ) اور کھوسٹ میں مقامی افراد کو ترجیحی بنیاد پر روزگار فراہم کرنا تھا لیکن اس کے برعکس دونوں پراجیکٹس میں اُن کی پالیسی نفی میں ہے۔ علاوہ ازیں مینجمنٹ نے دونوں

کیٹگر یز میں مقامی افراد کوسراسرنظر انداز کیا ہے۔ کمپنی کے تمام ملازمین میں صرف ایک مقامی ڈرائیور کوملازمت دی گئی ہے۔ مقامی ڈرائیور کے علاوہ دوسری تمام ملازمتوں میں مقامی افراد کی حق تلفی کی گئی ہے جو کہ نہ صرف ضلع ہرنائی کے غریبوں اور بے روزگاروں بلکہ صوبہ بلوچستان کی بھی حق تلفی ہوئی ہے۔ لہٰذا ماڑی گیس کمپنی کو ہدایت جاری کی جائے کہ خصوصاً ہرنائی اور صوبہ کے ساتھ اس ناانصافی کا تدارک کرے۔ نیز کمپنی سے برخاست کئے گئے غریب ملازمین کو بحال کیا جائے تا کہ بے روزگاروں اور صوبے کی حق تلفی نہ ہو۔

جناب سپیکر: قرارداد نمبر 42 پیش ہوئی۔ اس پر آپ مزید بات کرنا چاہیں گے؟ سلطان صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر صاحب! پہلے گیس سوئی میں تھی اب ہمارے حلقے میں بھی پیدا ہوئی ہیں۔ اس کا فائدہ صرف ہمارے حلقے کے لیے نہیں بلکہ یہ پورے بلوچستان کیلئے ہے۔ اس کے لیے آپ سے پورے ایوان سے میری یہ گزارش ہے کہ اس میں میرا ساتھ دیں اور اس قرارداد کو منظور کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی کوئی اور اس پر بات کرنا چاہیں گے؟

محترمہ نسرین رحمٰن کھیتران (Without Portfolio): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں آپ اس قرارداد پر بات کرنا چاہیں گے یا پوائنٹ آف آرڈر ہے آپ کا؟

محترمہ نسرین رحمٰن کھیتران (Without Portfolio): جی ہاں اسی قرارداد پر بات کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: جی ہاں آپ اس قرارداد پر بات کریں۔ No point of order

محترمہ نسرین رحمٰن کھیتران (Without Portfolio): آپ کو پتہ نہیں کیوں ہمیشہ، چلیں ٹھیک ہے بہت شکریہ سپیکر صاحب! میرا خیال ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر ضروری نہیں بلکہ دوسری باتیں بھی کہہ سکتے ہیں being a Minister ہم اپنی بات نہیں کہہ سکتے تو پوائنٹ آف آرڈر پر۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ You are on a point of order ? یا آپ اس قرارداد پر بات کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ نسرین رحمٰن کھیتران (Without Portfolio): اِسی قرارداد پر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: تو ٹھیک ہے آپ اِس پر بولیں۔

محترمہ نسرین رحمٰن کھیتران (Without Portfolio): بہت شکریہ جناب! جیسے کہ سلطان صاحب نے یہ قرارداد پیش کی ہے۔ جناب! پچھلے دَور میں ماڑی گیس والوں نے، جب اِن کی opening ہوئی تھی تو سرینا میں انہوں نے اِس چیز کا ضرور اقرار کیا تھا کہ ہم اپنے اُس علاقے کے لوگوں کو develop کریں گے۔

اور اُسی جگہ پر 24% یا 25% وہ اپنے پیسے ڈیویلپمنٹ میں لگائیں گے۔لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ انہوں نے کس طریقے سے وہ اپنے سارے جتنے laws اور جتنے اُنہوں نے agreements کیے تھے اُن کو کس طریقے سے توڑا اور کیوں غریب لوگوں کو نکال دیا۔ یہ تو سلطان صاحب بھی جانتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی پتہ ہے کہ ہمارے بلوچستان میں پہلے سے غربت اور بیروزگاری بہت زیادہ ہے لیکن اگر کسی کمپنی کو ہم اسی طریقے سے check out نہ کریں تو میرے خیال سے وہ ہمارے ساتھ ظلم کرتے رہیں گے' ہمارے غریب عوام کے ساتھ' بلوچستان کے جتنے لوگ ہیں پہلے سے زراعت اِدھر نہیں ہے' انڈسٹری اِدھر نہیں ہے' صرف ایک مائنز کا سہارا ہے اُس پر بھی یہ لوگ اگر اِن کے ساتھ بے انصافی کی جائے تو میرے خیال میں یہ بہت بڑا ظلم ہے۔اور ہم اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی فنانس منسٹر!

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر خزانہ): مہربانی سپیکر صاحب! قرارداد نمبر 42 جو ہمارے آنریبل منسٹر نے پیش کیا ہے میں اس کی پرزور تائید کرتا ہوں۔سپیکر صاحب! یہ تو آپ کو پتہ ہے کہ جیسے ہماری محترمہ صاحبہ نے کہا کہ بلوچستان میں بیروزگاری اپنے عروج پر ہے اور یہ ایک ماڑی گیس کمپنی جس میں صرف 60 ملازموں کو جو ڈیلی ویجز پر بھرتی کیے گئے تھے ابھی انکو بھی نکال دیا گیا ہے۔سپیکر صاحب! اتنی بڑی کمپنی ہے جو یہ کام کر رہی ہے 60 ملازمین اس کے لیے کچھ نہیں ہیں۔میں اسکی پرزور تائید کرتا ہوں جو لوگ ڈیلی ویجز پر تھے ان کو دوبارہ بحال کیا جائے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ اس قرارداد کو۔ok۔ڈاکٹر فوزیہ مری!

ڈاکٹر فوزیہ نذیر مری (ممبر پاکستان نرسنگ کونسل): شکریہ جناب سپیکر! یہ قرارداد پیش ہوئی اس کی ہم بھرپور حمایت کرتے ہیں۔اور میں اسمیں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ اس قرارداد کو پیش ہونے کا بھی یہی مطلب ہے کہ جو فیصلہ آپ دیں گے اُس پر implement بھی ہو جائے۔اور جو مقامی افراد ہیں اُن کی بھرتی یقینی بنائی جائے۔اور جتنا بھی profit یہ کمپنیاں سال میں کماتی ہیں اُس کا کچھ percent وہاں کے مقامی لوگوں کے بچوں کی تعلیم اور صحت پر خرچ کیا جائے۔کیونکہ چمالنگ میں بھی یہ process شروع کیا گیا ہے اور اُس سے ہمیں بہت فائدہ مل رہا ہے اور مستقبل میں بھی اس کے بہت اچھے نتائج ہوں گے۔لہٰذا ہر ایسی کمپنی کو جو بلوچستان میں معدنی وسائل پر کام کر رہی ہے' اُس سے اس طرح کا کمیشن لینا چاہیئے جو وہاں کے بچوں کی ایجوکیشن اور ہیلتھ پر خرچ ہوں۔شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: تھینک یو۔

میر عبدالرحمٰن مینگل (وزیر معدنیات): پوائنٹ آف آرڈر سر!

جناب سپیکر: جی منسٹر مائنز اینڈ منرل!

وزیر معدنیات: سر! یہ مشترکہ قرارداد ہے سارے ہاؤس نے اس کی حمایت کی ہے میں بھی اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ جناب! حقیقت یہ ہے کہ جہاں سے سوئی گیس نکلتی ہے جو ڈسٹرکٹ ہے پہلے وہاں کے مقامی لوگوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ بجائے کہ مزید نوکری ملازمت رکھنے کے اُن پانچ، چھ یا سات ملازم جو ڈیلی ویجز پر رکھے گئے تھے اُن کو بھی نکال دیا گیا ہے۔ تو میں بھی اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور میرا مطالبہ ہے کہ مزید لوگوں کو نوکریوں پر رکھیں۔ بلوچستان میں پہلے سے بیروزگاری بہت زیادہ ہے۔ مزید بیروزگاروں کو روزگار دیا جائے اور اس کمپنی کو فعال کیا جائے۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا اس قرارداد کو منظور کیا جائے؟

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: میر حبیب الرحمٰن محمد حسنی، صوبائی وزیر اپنی قرارداد نمبر 43 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 43

میر حبیب الرحمٰن محمد حسنی (وزیر پی۔ واسا اور QGWSP): قرارداد یہ ہے کہ ہرگاہ کہ صوبہ کی احساس محرومی کا اعتراف کرتے ہوئے وفاقی حکومت نے آغاز حقوق بلوچستان پیکیج کے تحت صوبہ کے متعلق تمام محرمیوں کے ازالہ کرنے کا اعادہ کیا ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ چونکہ گیس اِس صوبہ کی اپنی پیداوار ہونے کے باوجود صوبہ کے اکثر و بیشتر ضلعی ہیڈکوارٹرز گیس کی بنیادی سہولت سے یکسر محروم ہیں۔ لہٰذا گیس کی سہولت سے محروم بالخصوص واشک سمیت صوبہ کے تمام ضلعی ہیڈکوارٹرز کو فوری گیس کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: قرارداد نمبر 43 پیش ہوئی۔ جی حبیب الرحمٰن صاحب! اِس پر آپ مزید بات کرنا چاہیں گے؟

وزیر پی۔ واسا اور QGWSP: جی۔ شکریہ جناب سپیکر! جیسے آغاز حقوق بلوچستان کے تحت صوبے کی تمام محرومیوں کی بات کی گئی ہے۔ اِس میں گیس کی فراہمی کا ذکر نہیں کیا گیا ہے یہاں کے لوگوں کو بلوچستان بھر میں جس طرح پوری گیس بلوچستان کی ملکیت ہے اور پورے پاکستان میں گیس فراہم کی جارہی ہے۔ سندھ، پنجاب

اور فرنٹیئر ان تینوں صوبوں میں۔ مگر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ بلوچستان میں زیادہ سے زیادہ 5% علاقوں میں اگر گیس ہو تو باقی کہیں بھی نہیں ہے۔ اِس سے بلوچستان کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گیس ہماری ہے اور اِس کے باوجود ہمیں نہیں دی جارہی ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ اس وقت بلوچستان کے دو تین اضلاع میں ضلعی ہیڈ کوارٹرز کو گیس فراہم کی جارہی ہے۔ اگر آپ دیکھیں کوئٹہ شہر میں گیس ہے لیکن آس پاس کے علاقوں میں نہیں ہے۔ اور بلوچستان میں گیس نہ ہونے کی وجہ سے جنگلات کو جس تیزی سے کاٹا جارہا ہے اور اکثر علاقوں میں ختم ہو چکے ہیں ابھی وہاں کے غریب لوگ' غریب عوام جن کے چولہے لکڑی سے جلتے ہیں ابھی اُن کے پاس کوئی طریقہ نہیں ہے کہ وہ کس طرح کریں۔ پورے بلوچستان میں لکڑی کہیں بھی نہیں ہے۔ تو اس سے لوگوں میں کافی پریشانی اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ اس لیے میری گزارش ہے اس ایوان سے کہ وہ اس قرارداد کی حمایت کرے اور وفاقی حکومت کو سختی سے لکھا جائے کہ کم ازکم اگر پورے بلوچستان میں نہیں تو جتنے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہیں فی الحال وہاں تک گیس فراہم کی جائے۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی محترمہ نسرین صاحبہ!

محترمہ نسرین رحمٰن کھیتران (Without Portfolio): تھینک یو جناب سپیکر! جیسے کہ حبیب الرحمٰن محمد حسنی صاحب نے قرارداد پیش کی ہے اس کی ہم بھرپور حمایت کرتے ہیں۔ آپ کو بھی پتہ ہے ہم سب کو پتہ ہے کہ ہمارے پورے بلوچستان میں interior سارے ڈسٹرکٹس کہیں بھی گیس نہیں ہے۔ جبکہ حبیب الرحمٰن صاحب نے بھی اس چیز کی نشاندہی کی ہے کہ بلوچستان کی گیس پنجاب' سرحد اور کراچی سب جگہ سپلائی کی گئی ہے لیکن ہمارے ساتھ اتنا ظلم ہے کہ جو ہمارے nearest districts ہیں جیسے گیس سوئی سے نکلتی ہے تو اُس کے نزدیک بارکھان' موسیٰ خیل' دکی' ہرنائی' لورالائی اور بہت سارے علاقے ایسے ہیں جو range میں ہیں۔ زیارت میں گیس آئی ہے لیکن ہم لوگوں کو ہمارے علاقوں کو neglect کیا گیا ہے۔ سلطان صاحب کی قرارداد سے واضح ہے کہ یہ ہرنائی کی گیس اِس میں ہم اپنے اِن ڈسٹرکٹس کو easily سپلائی کرسکتے ہیں۔ لیکن یہ گیس دوسرے علاقوں میں بھیج دی جاتی ہے اپنے جو nearest districts ہیں وہاں گیس سپلائی نہیں کی جاسکتی۔ اِسی طریقے سے ابھی یہ گیس سپلائی نہیں کررہے ہیں لیکن ہمارے بلوچستان کے جتنے جنگلات ہیں وہ سارے ختم ہورہے ہیں۔ اس میں ہمیں بجلی پنجاب سے لینی پڑتی ہے۔ تو کیا ہم اس طرح کا کوئی لائحہ عمل اختیار نہیں کرسکتے ہیں کہ mini-power stations لگا کر گیس سے بجلی پیدا کروائیں؟ تاکہ وہاں پر وہ بجلی سپلائی کرسکیں اور بجلی کا مسئلہ بھی حل کرسکیں۔ میرا خیال ہے کہ بہت بڑی ایک پالیسی بنانی پڑیگی یا بہت سارے ان کو

master minds لوگ ایسے ہوں جو اس چیز کو اس مسئلے کو solve کر سکتے ہیں۔ آپ کی رولنگ یہی ہوسکتی ہے کہ آپ ہمیں ہمارے جتنے بھی ڈسٹرکٹس جو rangeable ہیں اُنہیں گیس سپلائی کی جائے۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: میر ظہور کھوسہ صاحب!

میر ظہور حسین خان کھوسہ: بہت شکریہ میں میر حبیب الرحمٰن صاحب کی قرار داد کی حمایت کرتا ہوں اور گیس ہمارے بلوچستان سے نکلتی ہے صرف ایک percent صوبے کے گاؤں یا شہروں کو مہیا کی گئی ہے۔ حالانکہ دوسرے صوبوں کے ہزاروں مِل اور کارخانے اِس گیس پر چلتے ہیں۔ وہاں کروڑوں گھروں میں یہ گیس سپلائی ہورہی ہے۔ لیکن صوبہ بلوچستان میں جہاں پرنزدیک ترین علاقے کوئی پانچ سوفٹ کے فاصلہ پر ہے کوئی ہزار فٹ کے وہاں پر بھی انہوں نے گیس نہیں دی ہے۔ حالانکہ اِن کی پالیسی بھی یہی ہے کہ اگر کوئی ایک دو کلومیٹر کے درمیان لائن جاتی ہو تو اس علاقے کو گیس مہیا کی جائے۔ اسطرح کی قرارداد پچھلی دفعہ بھی میں نے پیش کی تھی اپنے جعفرآباد کے لیے کہ اِن گاؤں کو گیس مہیا کی جائے۔ لیکن وہ قرارداد شاید اُن تک پہنچی نہیں ہے یا اُنہوں نے پرواہ نہیں کی ہے۔ تو یہ مہربانی کر کے جو پچھلی دفعہ گیس کے متعلق قرارداد پیش کی تھی اُس کو اُن کو بھیجا جائے اور اُن کو پابند کیا جائے کہ وہ ہماری قراردادوں پر عمل کریں۔ دوسرا یہ کہ ضلع جعفرآباد بالخصوص ڈیرہ اللہ یار میں گیس کا پریشر low ہے۔ لوگ شہر میں ہوتے ہوئے باہر سے لکڑیاں لا کر جلاتے ہیں۔ لہٰذا ڈیرہ اللہ یار شہر اور گاؤں میں گیس کا پریشر low ہے اُس کا سدباب کیا جائے۔ شکریہ جی۔

جناب سپیکر: غزالہ گولہ صاحبہ! سردار صاحب! غزالہ گولہ صاحبہ کے بعد۔

سردار محمد اسلم بزنجو (وزیر آبپاشی و برقیات): جی جی۔

محترمہ غزالہ گولہ بیگم (وزیر ترقی نسواں): جناب سپیکر صاحب! میں حبیب الرحمٰن محمد حسنی صاحب کی اس قرارداد کی حمایت کرتی ہوں اور اس فلور پر یہ کہوں گی کہ اسکو مشترکہ قرارداد کے طور پر بھیجا جائے اور اس کو پیش کیا جائے۔ کیونکہ یہ صرف واشک ڈسٹرکٹ کا مسئلہ نہیں ہے یہ پورے بلوچستان کے جتنے بھی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہیں اُنکا مسئلہ ہے۔ اور بالکل اس قرارداد کو پیش ہونی چاہیے۔ اور اسکے ساتھ ساتھ اگر آپ مجھے یہ کہیں گے کہ جو پوائنٹ آف آرڈر پر خضدار کے لیے بات کہی گئی ہے with your permission اگر میں اُس پر بھی بات کرلوں تو۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں وہ ہوگیا ناں matter is closed آپ اِس پر آئیں۔

وزیر ترقی ونسواں: okاس قرارداد کی ہم حمایت کرتے ہیں اسکو مشترکہ طور پر پیش کیا جائے۔Thank you

جناب سپیکر: ok۔سردار اسلم صاحب!

وزیر آبپاشی وبرقیات: جناب سپیکر صاحب! حبیب محمد حسنی صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد انتہائی اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔اِنہی چیزوں کی وجہ سے جو بلوچستان میں ہم احساس محرومی کی بات کرتے ہیں۔اِس وقت پاکستان میں سب جانتے ہیں کہ بہت بڑے حصے کو بلوچستان سے گیس مہیا کی جاتی ہے۔لیکن بلوچستان میں جو گیس کوئٹہ یا ہمارے دو چار ڈسٹرکوں کو ملی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ گیس اُس وقت ملی ہے جب یہاں فوجی آمروں کی حکومت تھی موجودہ حکومت عوامی حکومت ہے ہم اُن سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ صوبہ بلوچستان کے دیگر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹروں میں۔یہ حبیب بھائی نے بھی کہا ہے کہ پورے بلوچستان کے ضلعی ہیڈکوارٹروں میں۔تو کم ازکم ضلع کے ہیڈکوارٹروں تک اِس گیس کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔جب گیس نہیں ہوتی ہے تو ہر نوجوان، ہر بلوچستانی، میں خود سوئی گیا ہوں میں نے ڈیرہ بگٹی میں دیکھا ہے، آپ تو پورے بلوچستان کی بات کرتے ہیں۔سوئی اور ڈیرہ بگٹی میں میں نے اپنی آنکھوں سے عورتوں کو اپنے سر پر جھاڑیاں اُٹھاتے ہوئے دیکھا ہے۔کہ وہ سوئی جیسے علاقے میں یا ڈیرہ بگٹی جہاں سے گیس نکلتی ہے اُس علاقے میں ابھی تک گیس نہیں ہے یہ ظلم اور زیادتی ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ حکومت جو کہ عوامی حکومت ہے جو اپنے کو عوامی حکومت کہتی ہے اُس کو چاہیے کہ وہ بلوچستان میں گیس کے حوالے سے ایک خصوصی پیکیج کا اعلان کرے۔تاکہ لوگوں کا احساس محرومی ختم ہو جیسے جنگلات کی بات تھی، جنگلات تو سب کٹ چکے ہیں۔ابھی یہاں جو بارشیں نہیں ہوتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے جنگلات ختم ہو چکے ہیں۔کیونکہ سارا ہم لوگوں کا دارومدار اسی جنگلات پر ہے لکڑی 150-140 روپے کا من ہے۔آپ بتائیں کہ ایک غریب آدمی جو مزدوری کرتا ہے وہ کیا لکڑی خریدے آٹا خریدے یا چینی خریدے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔ہم اس حکومت سے سفارش کریں گے کہ وہ مہربانی کر کے اس پر غور کرے اور گیس کے حوالے سے بلوچستان کو ایک خصوصی پیکیج دے۔کم ازکم ہمارے بلوچستان کے جو ضلعی ہیڈکوارٹرز ہیں اُن کو گیس دینی چاہیے اور ہم اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتے ہیں۔بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: منسٹر آئی پی سی!

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی (وزیر بین الصوبائی رابطہ): شکریہ جناب سپیکر صاحب! ہمارے تمام معزز ممبران نے اس قرارداد کی حمایت کی ہے میں بھی اس اسمبلی کا حصہ ہوتے ہوئے اس کی بھرپور حمایت کرتی ہوں۔لیکن یہاں

میں آپ کے توسط سے جب آپ ڈپٹی سپیکر تھے اس اسمبلی کے پچھلے پانچ سال کے دَورِ حکومت میں ہم نے بڑی قراردادیں پیش کی ہیں۔ اور پچھلے پانچ سال میں جو میگا پراجیکٹس کی اسی ایوان میں وہ آوازیں ابھی تک اِن ایوانوں میں محفوظ ہیں۔ اگر وہ compare کر کے دیکھیں پچھلے میگا پراجیکٹس نے بلوچستان کی احساس محرومی ختم کرنے میں کتنی مدد دی ہے اور آج یہ حکومت جو دو سال سے بنی ہے جو ہم سفارشات پیش کر رہے ہیں اور آغازِ حقوق بلوچستان کی باتیں کر رہے ہیں۔ یہ موجودہ حکومت جو کہ مخلوط حکومت ہے پورے پاکستان میں' یہ کس قدر آغازِ حقوق بلوچستان کو implement کرنے میں کامیاب ہوتی ہے۔ تا کہ پھر میرے بعد یا میری طرح کے اور ممبر اگلے اسمبلی میں یہ سوال نہ اُٹھا سکیں کہ پچھلے پانچ سال کے میگا پراجیکٹس کا کیا حال ہوا؟ اور آنے والے یہ جو ہم کر رہے ہیں ہم اِس کا کیا حشر کریں گے۔ Thank you very much.

جناب سپیکر: ڈاکٹر فوزیہ صاحبہ!

ڈاکٹر فوزیہ نذیر مری (ممبر پاکستان نرسنگ کونسل): شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: سب کو وقت ملے گا' بہت وقت ہے۔

ممبر پاکستان نرسنگ کونسل: جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو قرارداد پیش کی اس کی ہم بھر پور حمایت کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ بہت افسوس ہوتا ہے یہ کہتے ہوئے۔

جناب سپیکر: آپ بھائی صاحب کا نام بھی پکاریں تا کہ on record آجائے کہ کس نے پیش کی ہے۔

ممبر پاکستان نرسنگ کونسل: میر حبیب الرحمٰن محمد حسنی صاحب نے سر! ہمارے لیے بہت افسوس کا مقام ہے کہ 1954ء میں بلوچستان سے گیس نکلی اور آج 2010ء تک ہم صرف قراردادیں پیش کر رہے ہیں۔ آگے جناب سپیکر! ہم کیا امید کریں کہ 2010ء تک ہم صرف قرارداد لا رہے ہیں۔ میرا علاقہ کوہلو، ڈیرہ بگٹی سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ میرے گھر میں گیس نہیں ہے۔ ہم پورے بلوچستان کی بات کرتے ہیں۔ بلوچستان اِتنے وسیع رقبے پر پھیلا ہوا ہے ہم یہ گیس کب لیکر جائیں گے؟ اِتنے سال گزرنے کے باوجود ہم صرف قرارداد پیش کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کروں گی اِس فورم سے کہ خدا کے لیے ایسی رولنگ دیں کہ اِس پر implement ہو جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: Thank you۔ جی حمل صاحب!

میر حمل کلمتی (وزیر ماہی گیری): جناب سپیکر صاحب! میں بھی حبیب محمد حسنی کی اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور ساتھ یہ بھی اسمیں add کرنا چاہوں گا کہ گوادر میں بھی ایک گیس پلانٹ جو پچھلے دَورِ حکومت میں لگایا گیا تھا

اسکے ساتھ اُنہوں نے گوادر ٹاؤن میں گیس سپلائی کرنی تھی لیکن بار بار کہنے کے باوجود بھی وزیر اعظم پاکستان کے نوٹس میں بھی لایا گیا پریذیڈنٹ کے بھی' اسکے باوجود گوادر ٹاؤن کو گیس سپلائی نہیں ہو رہی ہے اور ساتھ ساتھ' یہ تو خیر پورا بلوچستان کا مسئلہ ہے گیس بلوچستان سے نکالی جاتی ہے لیکن بلوچستان کے ان علاقوں کو جہاں سے گیس نکلتی ہے حتیٰ کہ وہاں کے لوگوں کو بھی گیس نہیں دی جاتی ہے۔ آپ سے request ہے کہ اس قرارداد پر فوری طور پر عملدرآمد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی زمرک صاحب! منسٹر ریونیو۔

انجینئر زمرک خان (وزیر مال): Thank you جناب سپیکر صاحب! سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ جس طرح سارے دوستوں نے کہا کہ ہم جو بھی قرارداد پیش کرتے ہیں اُس پر عملدرآمد نہیں ہوتا ہے۔ سب سے بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ جتنی بھی قراردادیں آج تک پاس ہوئی ہیں مرکز نے اُن پر میرے خیال میں کوئی عملدرآمد نہیں کیا ہے۔ ہم نے جو draft بھی بنایا تھا اُس میں سب سے بڑا جو ہمارا مطالبہ تھا کہ بلوچستان کے ساتھ اگر آپ نے اچھائی کرنی ہے یا اُس کی محرمیوں کو دُور کرنا ہے تو جو بھی قرارداد ہم اسمبلی سے پاس کرتے ہیں اُس پر عملدرآمد ہو۔ میں ابھی اسلام آباد سے آ رہا ہوں' پرسوں بھی ہم پرائم منسٹر سے ملے تھے گیلو صاحب ہمارے ساتھ تھے' قلعہ عبداللہ کے بارے میں' جس طرح واشک تھا اگر وہ بھی بہانہ بنالیں کہ یہ بہت دُور ہے اور اِس پر اِتنا خرچہ آتا ہے اور اِتنے بڑے estimate۔ دوسال سے ہم نے' قلعہ عبداللہ جو پشین کے ساتھ ہے دوکلومیٹر بھی نہیں ہے proposal دی تھی estimate بن گیا سب کچھ بن گیا آج تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔ تو آغازِ حقوق بلوچستان کی باتیں تو ہم کرتے ہیں۔ جس میں ہمارے لیے 25 کروڑ یا 30 کروڑ کی گیس سپلائی نہیں کر سکتے ہیں' کسی ہیڈ کوارٹر کو نہیں دے سکتے ہیں تو پھر یہ کس طرح ہم لوگوں کو مطمئن کریں گے۔ گیس ہم نہیں دے سکتے ہیں' ٹیوب ویل ہم نہیں دے سکتے ہیں اور وہاں پر روڈ ہم نہیں بنا سکتے ہیں۔ مرکز سے ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ آپ روڈ نہیں بنا کے دیتے ہیں تو آغازِ حقوق بلوچستان میں پھر ہے کیا؟ یہی میں نے پرائم منسٹر سے کہا تھا تو انہوں نے کہا کہ بنالیں' جب ہم اگلے دن گئے کہ جی وہ ہمارا estimate نکال دیں اور قلعہ عبداللہ میں ہم لوگوں کو گیس چاہیے۔ کہتے ہیں کہ جی پیسے نہیں ہیں' ابھی فنڈز نہیں ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ جو ہماری این ایچ اے کا روڈ ہے اُس پر کام شروع ہو جائے۔ جی ابھی تک وہ بھی release نہیں ہوئے ہیں وہ پیسے بھی نہیں ملے ہیں۔ otherwise ٹیوب ویل چاہیے ہماری زراعت تباہ ہوئی ہے۔ ہمارے پانی کا جو level ہے وہ drop ہو گیا ہے نیچے چلا گیا ہے' ہمیں ٹیوب ویل دے دیں۔ اُس کے لیے بھی پیسے نہیں ہیں؟

تو پھر کس چیز کے لیے پیسے ہیں؟ یہ ڈیڑھ ارب روپے جو ہمیں ملے ہیں اس پر ہم لوگوں کو کیا کہیں گے؟ وہ کتنے کتنے ہیں، دو دو کروڑ روپے ہیں۔ اس میں دو ٹیوب ویل آپ لگالیں؟ میں حقیقت کہتا ہوں کہ دو ٹیوب ویل پر پچاس پچاس لاکھ روپے چلے جاتے ہیں، ہم لوگوں کو کس طرح مطمئن کریں گے۔ میں تو اس کی حمایت کرتا ہوں جتنے بھی ہمارے ہیڈ کوارٹرز ہیں ان کو بھی گیس ملنی چاہیے۔ اور جو ملک سلطان صاحب نے پیش کیا تھا انہوں نے ماڑی گیس میں چار well لگائے تھے ان میں تین کامیاب ہوگئے۔ وہاں سے گیس نکلی ہے، اعلیٰ کوالٹی کا تیل نکلا ہے، ڈیزل نکلا ہے۔ اُنہوں نے پھر کہا کہ جی اسمیں پانی آ گیا ہے technical fault ہے۔ اور کمپنی والوں نے ان کا سروے کیا کہ جی اسمیں technical fault آیا ہوا ہے نہ کوئی پانی ہے نہ کچھ ہے۔ اُسکو بند کر کے وہاں کے ملازمین کو فارغ کر دیا گیا۔ کس طرح آپ نے فارغ کر دیا؟ ایک آدمی کو لگایا ہے۔ ہماری سب سے پہلے جو ڈیمانڈ تھی کہ جہاں سے گیس نکلے گی، جہاں سے پانی نکلے گا، جہاں سے جو کچھ نکلے گا پہلے اُس ضلع کا حق ہے۔ ایک ڈرائیور کو لگا کر سب کو فارغ کر دیا گیا۔ ہیڈ کوارٹر میں آ کے پتہ نہیں کہاں سے لایا ہے۔ اسلام آباد سے لوگوں کو appoint کیا ہوا ہے۔ تو میں یہی چاہتا ہوں کہ اس طرح کوئی طریقہ نکالیں جناب سپیکر صاحب! کہ یہ جو ہماری قراردادیں ہیں اِن پر عملدرآمد کیسے ہوگا؟ یا پھر ہم قرارداد ہی چھوڑ دیں کیوں پیش کرتے ہیں؟ پیش کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔ آپ کے توسط سے پورے دوستوں کے توسط سے میں کہتا ہوں کہ اِس پر آپ ایک کمیٹی بنالیں وہ جا کر پرائم منسٹر سے ملاقات کرے پریذیڈنٹ سے ملاقات کرے جو بھی جس محکمے کا وفاقی منسٹر ہے اُن سے پہلے کہہ دیں کہ ہم قرارداد پیش کرتے ہیں اُس پر اگر عملدرآمد ہوتا ہے تو ہم پیش کریں گے نہیں تو اِن قراردادوں کو چھوڑ دیں۔ Thank you

جناب سپیکر: جی عبدالرحمٰن مینگل صاحب! میں ایک چیز معزز اراکین کے نوٹس میں لے آؤں، کہ جب وفاقی گورنمنٹ نے آغازِ حقوق بلوچستان کا اعلان کیا پرائم منسٹر صاحب نے Joint sitting of Parliament میں، تو منسٹری آف پارلیمنٹری آفیئرز نے، بلوچستان اسمبلی نے گزشتہ پانچ، چھ سال میں جتنی resolutions بلوچستان کے حوالے سے پاس کی ہیں اُن سب کی تفصیل ہم سے مانگی تھی اور ہم نے منسٹری آف پارلیمنٹری آفیئرز کو وہ پہنچادی ہے۔ یقیناً اس سے ہمیں اُمید ہے کہ جب اُن کو وہاں scrutinize کریں گے تو کچھ نہ کچھ ہماری قراردادوں پر ضرور عمل ہوگا This was for your information۔ جی عبدالرحمٰن صاحب!

میر عبدالرحمٰن مینگل (وزیر معدنیات): شکریہ جناب سپیکر! جس طرح جناب حبیب محمد حسنی نے یہ قرارداد

پیش کی گیس کے حوالے سے' حقیقت ہے بلوچستان قدرتی وسائل سے مالا مال صوبہ ہے۔ اگر ایمانداری اور دیانتداری سے کام کیا جائے تو میرا خیال ہے کہ پورے پاکستان کیلئے کافی ہے بجائے کہ باہر بھیک مانگنے سے یا قرضہ لینے سے۔ تو اِس پر ایمانداری اور سچائی ضروری ہے۔ پورے بلوچستان میں گیس نہ ہونے کے برابر ہے۔ خضدار کوئٹہ کے بعد سب سے بڑا ڈسٹرکٹ ہے' شہر ہے اور اُس کے بعد سردی کے حوالے سے ٹھنڈ علاقہ سوراب ہے وہ کوئٹہ سے بھی زیادہ ٹھنڈا ہے وہاں بھی گیس نہیں ہے۔ اسی طرح ہمارے دوسرے ڈسٹرکٹس ہیں انتہائی سرد علاقے ہیں وہاں گیس ہی نہیں۔ میں کہتا ہوں جو آغازِ حقوق بلوچستان کا اعلان وفاقی گونمنٹ نے کیا ہے تو گیس کے حوالے سے سب سے زیادہ اہمیت صوبہ بلوچستان کو دی جائے۔ کیونکہ یہ ہم لوگوں کا حق ہے' ہم اس کے مالک ہیں' گیس یہاں سے نکلتی ہے لیکن ہم لوگ ایسے اخباروں میں اور ٹی وی پر دیکھ رہے ہیں کہ جی گیس یہاں سے نکل گئی۔ پنجاب اور دوسرے صوبوں تک یہی بلوچستان کی گیس استعمال ہوتی ہے لیکن ہمارے خود صوبے کے اندر غربت حد سے زیادہ ہے' ہر حوالے سے دیکھا جائے۔ یہاں گیس نہیں ہے' قریب قریب جو علاقے ہیں جہاں گیس ہے' جو نزدیک دوسرے چھوٹے چھوٹے شہر ہیں یا ڈسٹرکٹس ہیں وہاں گیس نہیں ہے۔ تو افسوس کی بات ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں خاص کر صدر پاکستان سے کہ بلوچستان کو خاص کر اس پیکیج میں گیس کے حوالے سے زیادہ اہمیت دی جائے تا کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ Thank you۔

جناب سپیکر: Thank you۔ جی ظہور بلیدی صاحب!

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر جی ڈی اے/بی سی ڈی اے): جناب سپیکر! میں حبیب الرحمٰن محمد حسنی کی اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ چونکہ بلوچستان کا پچھلے برسوں سے وفاق کے ساتھ جھگڑا چلا آ رہا ہے اُس میں گیس کی بھی ایک اہمیت ہے۔ اور سوئی گیس چونکہ 1950ء میں نکلی تھی اور ابھی تک بلوچستان کے تقریباً 90 percent ضلعوں کو گیس فراہم نہیں ہوئی ہے۔ اور چونکہ ابھی آغازِ حقوق بلوچستان آیا ہے اور این ایف سی میں بھی بلوچستان کے جو shares ہیں وہ بھی بڑھا دیئے ہیں۔ لہٰذا بلوچستان کے لوگوں کی ترقی اور اُن کی سہولت کیلئے اس کے اضلاع کو گیس فراہم کی جائے۔ دوسرا جناب سپیکر! پہلے چونکہ میں یہاں پر نہیں تھا تو ------

جناب سپیکر: علی مدد صاحب! اور فنانس منسٹر! Please decorum the House, please.

وزیر جی ڈی اے/بی سی ڈی اے: تو خضدار میں پچھلے دنوں جو واقعہ پیش ہوا ہے اُس کی میں بھرپور مذمت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس قرارداد پر بولیں۔

وزیر جی ڈی اے/بی سی ڈی اے: کیونکہ اُس وقت میں تھا ہی نہیں۔تو ایف سی نے وہاں پر جو معصوم بچوں کو شہید کیا ہے۔صدام حسین کو جو بی آر سی میں پڑھتا تھا۔تو چونکہ یہ آغازِ حقوق بلوچستان کے منافی ہے۔

جناب سپیکر: ظہور صاحب! وہ ہوگیا ہم اس کی بات کر رہے ہیں گیس قرارداد پر بولیں آپ۔

وزیر جی ڈی اے/بی سی ڈی اے: میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔مہربانی۔

جناب سپیکر: جی طاہر محمود صاحب!

جناب طاہر محمود خان (وزیر تعلیم): جناب سپیکر صاحب! حبیب الرحمٰن محمد حسنی صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اِس اُمید کے ساتھ کہ اس پر implement ہو۔سر! میں یہاں دو چیزوں کی وضاحت کر دوں کہ کوئٹہ میں ٹوٹل پندرہ سی این جی اسٹیشنز ہیں اور اگر آپ کبھی لاہور سے ایبٹ آباد تک visit کریں تو وہاں 267 سی این جی اسٹیشن لگے ہوئے ہیں۔اور پھر مزید اطلاع کیلئے بتاؤں اس ایوان کو بھی شاید معلوم ہو لاہور کا ایک علاقہ ہے اچرہ سب جانتے ہونگے اُس کی جتنی consumption ہے ہمارے پورے بلوچستان میں اتنی گیس consumption نہیں ہے۔تو میں اِس ایوان سے یہ درخواست کرونگا کہ جناب والا اس کو، میں اس کی بھرپور حمایت بھی کرتا ہوں اِس اُمید کے ساتھ کہ اس قرارداد پر عمل بھی کیا جائے اور جہاں بھی جتنی ممکن ہو کوشش ہو سکے ہم مِل کر اس قرارداد کو آگے لے کر جائیں اور اس پر implement کروائیں۔شکریہ جناب!

جناب سپیکر: جی سلیم صاحب!

جناب سلیم احمد کھوسہ (وزیر زکوٰۃ، عشر اور حج و اوقاف): شکریہ جناب سپیکر صاحب! حبیب الرحمٰن محمد حسنی نے جو قرارداد پیش کی میں بھی اُس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔اور جناب سپیکر صاحب! پہلے بھی ہم اس طرح کی قرارداد یہاں پاس کر چکے ہیں۔لیکن ہماری قراردادوں کے ساتھ جس طرح اسلام آباد میں جو حشر ہوتا ہے، میں آپ کو ایک بات بتا تا چلوں کہ اسلام آباد میں ایک بندے نے وہ کوئی پی اینڈ ڈی کے ڈیپارٹمنٹ کا ہی بندہ تھا نے بتایا کہ جی بلوچستان سے بہت ساری قرارداد بوریوں کے حساب سے ہمارے پاس آتی ہیں۔ہم اِن کو کسی ویرانے میں جا کر جلا دیتے ہیں یہ دو تین سال پہلے کی بات ہے جو پہلی حکومت میں مَیں تھا۔تو ہماری قراردادوں کے ساتھ وہاں پر یہ حشر نشر ہوتا ہے۔اب یہ کتنی بڑی زیادتی کی بات ہے جناب والا! کہ پچاس سال سے زیادہ ہو چکا ہے کہ ہمارے صوبے سے گیس نکالی جارہی ہے۔میرا حلقہ، میرا گاؤں سوئی گیس فیلڈ سے بارہ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے وہاں آج تک گیس مہیا نہیں کی گئی ہے اور بارہ سو کلومیٹر تک گیس مہیا کی جاتی ہے۔اور وہاں پر

ہماری ہی گیس سے مِلیں چلتی ہیں جیسے دوستوں نے کہا سی این جی اسٹیشنز چلتے ہیں۔ اور ہم لوگ یہاں پر زیادتی میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اور سب سے بڑی زیادتی تو یہ ہے جناب اعلیٰ! جو گیس چل رہی ہے اُس کا پریشر بھی نہیں ہے۔ صحبت پور، ڈیرہ اللہ یار، ڈیرہ مراد جمالی، نصیر آباد اور جعفر آباد جہاں پر گیس موجود ہے لیکن اُس کے باوجود لوگ لکڑیوں کے ساتھ اپنے چولھے جلا رہے ہیں۔ تو جناب اعلیٰ! میں یہی گزارش کرونگا کہ ہماری جو قراردادیں یہاں پاس ہوتی ہیں یا تو تین بندوں کی کمیٹی بنائیں وہ جہاز میں لیکر جائے کہ جی ہم نے یہ پاس کیا ہے تو اس پر خدا کے واسطے عملدرآمد کریں۔ ورنہ آپ اپنی طرف سے کچھ اس طرح کی رولنگ دیں کہ ہماری اِن قراردادوں کا اس طرح حشر نشر نہ کیا جائے اور کچھ صوبے کی زیادتیوں کا ازالہ ہو سکے۔ Thank you جی۔

جناب سپیکر: جی وزیر خزانہ!

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر خزانہ): مہربانی سپیکر صاحب! یہ قرارداد جو ہمارے ساتھی نے پیش کی ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جس طرح آپ نے این ایف سی میں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے یقیناً اُس کیلئے آپ اور آپ کے فنانس کی پوری ٹیم مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اِسی طرح گیس کیلئے بھی اگر آپ کوشش کریں تو بلوچستان کے لوگ یقیناً آپ کو یاد کریں گے۔

وزیر خزانہ: مہربانی سپیکر صاحب! جو آپ نے الفاظ ادا کیئے اُس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب سپیکر صاحب! جو قرارداد ہمارے ساتھی میر حبیب الرحمٰن محمد حسنی صاحب نے پیش کی ہے اسکی میں بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ سپیکر صاحب! جو ہماری بہن کہہ رہی تھی کہ 1954ء میں گیس دریافت ہوئی ہے اُسکے بعد جو اِس علاقے سے دریافت ہوئی تھی کچھ سال قبل اُس علاقے کو گیس دی گئی۔ غالباً کوئٹہ کو بھی 1985ء میں گیس دی گئی تھی جو ہمارے صوبے کا capital ہے۔ سپیکر صاحب! میں عرض کروں کہ آج سے تقریباً ایک ڈیڑھ سال پہلے میرے حلقے کی جو سب تحصیل حاجی شہر ہے اس کیلئے میں نے پیسے جمع کئے ہوئے ہیں اور اُسکے علاوہ باران اور ایک دو جگہیں اور ہیں ان کیلئے بھی۔ میں وفاقی منسٹر کے پاس بھی گیا ہوں اور اس کے گھر بھی گیا ہوں اور اس کے آفس بھی گیا ہوں یہاں جو گیس کا ضلعی ہیڈکوارٹر ہے یہاں بھی گیا ہوں اسکے علاوہ میں کراچی میں بھی گیا ہوں۔ جو پیسے ہم نے دیئے ہیں آج تک وہاں پائپ لائن بھی انہوں نے نہیں بچھائی ہے۔ سپیکر صاحب! احساسِ محرومی کا جیسا کہ ہمارے سردار اسلم بزنجو صاحب نے کہا کہ محرومیوں کا آغازِ حقوق بلوچستان میں جو ذکر کیا گیا ہے اِن محرومیوں کا ازالہ کیا جائیگا۔ میری بھی یہ درخواست ہے کہ بلوچستان کے جتنے بھی ضلعی ہیڈکوارٹرز ہیں اُن کو گیس مہیا کی جائے۔ جیسے واشک ہے حبیب الرحمٰن صاحب کو میں کہونگا ہمارے جو

سرحدی علاقے ہیں جیسے ایران نے اپنے سرحدی شہر گوادر، تفتان اور پنجگور کو وہاں سے بجلی فراہم کی ہے اگر اس طرح ایران سے ان شہروں کو گیس بھی فراہم کی جائے تو میرے خیال میں یہ ان کیلئے بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر: وہ تو آپ کریں گے ناں خزانہ آپ کے پاس ہے، حبیب کے پاس نہیں ہے ناں۔

وزیرخزانہ: جی سر! میں کوشش کرونگا۔

جناب سپیکر: تجویز بھی آپ دے رہے ہیں عمل بھی اُس پر آپ کروائیں؟

وزیرخزانہ: جی ہاں اس دفعہ میں وفاقی منسٹر سے بات کرتا ہوں انشاءاللہ اِسی طرح جس طرح ایران نے ان سرحدی شہروں کو بجلی دی ہے گیس بھی دی جائے تو بہتر ہے۔ کیونکہ وہ یہاں سے کافی دُور ہیں۔

جناب سپیکر: Thank you جی۔ سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد کو منظور کی جائے؟

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: سیکرٹری اسمبلی گورنر صاحب کا حکم نامہ پڑھیں۔ جی میر ظہور صاحب!

میر ظہور حسین خان کھوسہ: پندرہ تاریخ کو میں نے قرارداد پیش کی تھی وہ آج کیلئے مؤخر ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: کس بارے میں تھی؟

میر ظہور حسین خان کھوسہ: فارم ٹو مارکیٹ روڈ کے متعلق تھی۔

جناب سپیکر: وہ ہم نے کہا تھا کہ وزیراعلیٰ صاحب سے پوچھیں گے۔ وزیراعلیٰ صاحب آج ایوان میں تشریف نہیں لائے۔ منسٹر صاحب بھی آج leave پر ہیں۔ اُس بارے میں اگر آپ میرے چیمبر تشریف لے آئیں اجلاس کے بعد، میں نے concerned محکمے سے پوچھا ہے، تو میں آپ کو brief کردوں گا۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: اُس دن بھی سب ممبران نے اُس کی حمایت کی تھی کہ اس قرارداد کو پاس کیا جائے۔

جناب سپیکر: دیکھیں ظہور صاحب! اُس میں problem اگر آپ کہیں تو میں آپ کو یہاں بتا دیتا ہوں۔ اُس میں problem جو ہے وہ کوئی محکمے کی طرف سے نہیں ہے، اُس میں ایشین بینک کے ساتھ ایک معاہدہ ہے کہ 38 percent جو بھی خرچہ ہوگا گورنمنٹ آف بلوچستان برداشت کرے گی۔ گورنمنٹ آف بلوچستان کی طرف سے اُس مد میں 70 کروڑ دینے تھے، لیکن ابھی تک پیسے وہاں بیس کروڑ ملے ہیں تو اُس وجہ سے یہ کام رُکے ہوئے ہیں۔ اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے تفصیل لی ہے، اگر منسٹر صاحب ہوتے تو وہ آپ کو گوش گزار کرتے آپ میرے چیمبر تشریف لے آئیں میں آپ کی خدمت میں عرض کردونگا۔ سیکرٹری اسمبلی گورنر صاحب کا حکم نامہ پڑھ کر سنائیں۔

محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی)۔

ORDER.

In exercise of the powers conferred on me by Clause (b) of Article 109, under the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I, Nawab Zulfiqar Ali Magsi, Governor of Balochistan hereby Order that on conclusion of business the Session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Monday the 18th January, 2010.

Sd/-

NAWAB ZULFIQAR ALI MAGSI

Governor Balochistan.

جناب سپیکر۔ اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 12 بجکر 32 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)